

# امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر

الحاج صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری  
چیرمین ادارہ تحقیقات رضا انٹر نیشنل کراچی



رضا اکیڈمی لاہور

امام احمد رضا  
کا  
اسلوب تحقیق و تحریر

مؤلف

الحاج صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری  
چیئر مین ادارہ تحقیقات رضا انٹرنیشنل کراچی

ناشر

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

## سلسلہ کتب 226

نام کتاب:	امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر
مصنف:	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ
نشان منزل:	محمد منشا تابش قصوری
تصحیح:	حافظ محمد مسعود اشرف قصوری
بار اول:	محرم الحرام ۱۴۲۶ھ / فروری ۲۰۰۵ء
ناشر:	رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور
ہدیہ:	دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی
مطبع:	احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

### نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر  
طلب فرمائیں

## رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
	امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر
	مقصدیت
	احتیاط اور تدبیر
	مسئلہ کی جزئیات پر عبور
	غیر معمولی مہارت
	وقت نظر اور تعمق
	اعلیٰ حضرت ارقام فرماتے ہیں
	قول فیصل کا صدور
	لہیت
	مخاطب کی استعداد اور سطح فہم کا ادراک
	حوالوں کی کثرت
	علم کثیرہ پر دسترس
	علمی نظم و ضبط
	خلاصہ کلام
	حوالہ جات



بسم الله الرحمن الرحيم

محمد مفتاح ایش قسوری

## ”رنگ کرامت“ نشان منزل

اس جہان رنگ و بو میں بڑی بڑی مقتدر ستیاں جلوہ افروز ہوئیں اور چلی گئیں، ان کے نام اور کام بھی ساتھ ہی رخصت ہو گئے مگر ایک عظیم الشان اور عظیم النظیر شخصیت سے جب یہ جہاں مستنیر ہوا تو اس نے جانے والوں کو بھی حیات نو بخش دی، اس ذات اقدس نے دنیائے عالم کو ایک ایسی جگہ اور جگہ تاریخی کتاب مرحمت فرمائی جسے ”قرآن مجید“ کے نام سے متعارف کرایا۔ قرآن مجید کو جس جس پہلو سے دیکھا جائے انوار و تجلیات نکھیرتا نظر آتا ہے۔ اس زندہ و جاوید کتاب نے بڑے بڑوں کو زندگی عطا فرمادی۔ یہ ایک دائمی اور ہمیشہ اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں قائم رہنے والی کتاب ہے۔ اس میں ابتدائے آفرینش سے تا قیام قیامت ظہور پذیر ہونے والے ہر علم کا بیان ہے، ازل سے ابد تک کے راز یہ کتاب پورے جمال و جلال اور کمال سے منکشف کرتی رہے گی۔ اسے اگر جی تاریخ کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس نے ماضی کی تاریخ کو عیاں کیا۔ حال کو درست اور صحت مند رکھنے کے لئے رہنما اصول عطا فرمائے۔ نیز مستقبل کو تائناک بنانے اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہونے کے فارمولے واضح کیے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی تبلیغی کاوشوں سے آگاہ کیا۔ ابتلاء و آزمائش سے دوچار کرنے والے ظالم ترین حکمرانوں کے ظالمانہ اور قبیح کارروائیوں کا پردہ چاک کیا، صبر و استقامت، تحمل و حلم کو زینت بخشے والوں کے کارنامے اجاگر کیے۔ الغرض انسانیت کو بنانے اور برباد کرنے والوں کی اچھی اور بری حرکات کو طشت از بام کیا۔ ماضی کے کسی مورخ، کسی مؤلف و مصنف کی کتاب اس رنگ میں سامنے نہ آئی جیسے کتاب مبین ہے۔

سید عالم، محسن اعظم، معلم کائنات، فخر موجودات، خلاصہ شش جہات حضور پر نور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے تاریخ نے شکر ادا کیا کہ اسے زندگی نصیب ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ تاریخ جس ہستی مقدس پر سب سے زیادہ نازاں ہے یقین کیجئے وہ آمنہ کے لال حبیب رب ذوالجلال، صاحب جمال و کمال جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ستودہ صفات ہے، جن کے ایک ایک وصف پر ہزاروں کتابیں دنیا بھر کی جدید و قدیم زبانوں میں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے جس پر آپ سے زیادہ کیا بلکہ آپ کے بالمقابل ایک ذرہ برابر بھی لکھا جاسکے۔ یہ یوں ہی تو کسی نے نہیں کہہ دیا تھا۔

تیرا آنا تھا کہ اصنام حرم ٹوٹ گئے  
تیرے رعب سے شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے  
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا  
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

بقولے سعدی علیہ الرحمۃ:

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر  
ما بچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

آپ کی ذات تو درائی الوریٰ ہے۔ آپ کے قدموں میں بیٹھنے والوں پر اتنی کتابیں منصہ شہود میں آئیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ تاریخ نے واضح کیا ہے کہ سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن غلاموں پر لکھا گیا ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اور پھر ہمارے زمانے میں ”امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر لکھا جا رہا ہے۔ جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، ان کی فقہیت، ان کی فصاحت، ان کی بلاغت، ان کی طریقت، ان کی روحانیت، ان کی علمیت، ان کی مناظرانہ گرفت، ان کی عزیمت اور پھر سب سے بڑھ کر شریعت اسلامیہ پر عملیت نیز حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت و مودت تو ان کے عشق کی غذا ہے، بطور شکرانہ از خود گنگتاتے ہیں۔

ملکِ خن کی شاہی تجھ کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

وہ ذاتِ کریم جن کی ملکِ خن پر شاہی مسلم ہو چکی، اس کی بات ہی کیا، میں تو کہتا ہوں جس جس صاحبِ علم و قلم نے انہیں اپنے قلم کی زینت بنایا وہ بھی آسمانِ شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا ہے، وہ ادارہ، وہ اکیڈمی، وہ انجمن، وہ یازم، وہ مدرسہ، وہ دارالعلوم مقبول سے مقبول تر ہوا اور ہو رہا ہے۔ پاک و ہند میں جتنے ادارے آپ کی نسبت سے موسوم ہیں ان کا اپنا ہی مقام ہے راقم ان سے صرف نظر کرتے ہوئے چند ان قلم کاروں کے نام قارئین کی نذر کرتا ہے جنہوں نے امام احمد رضا کی ذات کو اپنا موضوع بنایا اور وہ اب مقبولیت عامہ و خاصہ حاصل کر چکے ہیں، ذرا دیکھئے تو سہی، یہ ہیں وہ شہرہ آفاق اور نامور اہل قلم جو رضا کی نسبت سے اہل سنت کی شان اور پہچان بن چکے ہیں۔

1- ملک العلماء علامہ ظفر الدین احمد بہاری علیہ الرحمۃ پٹنہ (انڈیا)

2- خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ الہ آباد (انڈیا)

3- بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ (انڈیا)

4- حضرت علامہ مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ (انڈیا)

5- مفتی پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ (لاہور)

6- مسعود ملت حضرت الحاج ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی دامت برکاتہم (کراچی)

7- شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری مدظلہ (لاہور)

- 8- حضرت مولانا علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی مبارک پور الہ آباد (انڈیا)
- 9- حضرت مولانا علامہ محمد عبدالمبین نغانی چریاکوٹ (انڈیا)
- 10- علامہ اقبال احمد نوری بریلی شریل (انڈیا)
- 11- حضرت الحاج محمد مقبول احمد نیائی قادری (لاہور)
- 12- حضرت الحاج محمد سعید نوری ممبئی (انڈیا)
- 13- مبلغ اسلام علامہ بدر القادری (بالیئڈ)
- 14- حضرت الحاج صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری (کراچی)
- 15- علامہ اقبال احمد فاروقی (لاہور)
- 16- راقم الحروف محمد منشا تابش قصوری مرید کے (لاہور)
- 17- مولانا سید صابر حسین بخاری (مب)
- 18- حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی (لاہور)
- 19- حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی (لاہور)
- 20- نائب مفتی اعظم مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی (لاہور)
- 21- رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا محمد ارشد القادری (انڈیا)

پاک و ہند کے یہ وہ اہل قلم ہے جنہوں نے اپنی بساط کے مطابق امام احمد رضا پر لکھنے کی طرح ڈالی۔ آج ان کا نام بھی دنیا بھر میں گونج رہا ہے۔ اسے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کرامت نہ کہیں تو پھر کون سا اور نام دیا جاسکتا ہے۔ بناءً علیہ جب راقم نے پیش نظر نہایت وقیع، فصاحت و بلاغت امام کی توضیح و تشریح پر مبنی رسالہ پر نشان منزل لکھنے کی طرف متوجہ ہوا تو مذکورہ بالا عنوان ”رنگ کرامت“ بے ساختہ قلم کی زبان پر جاری ہو گیا لہذا اتنی طوالت کے بعد حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید وجاہت رسول قادری دامت برکاتہم العالیہ کی اس نئی اور نرالی کاوش پر اظہار خیال کرنے کی بجائے نقد و تبصرہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ تاہم وثوق سے کہتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مدظلہ بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کرامت کا ایک



نہایت حسین اور خوبصورت رنگ ہے۔ بس دیکھتے رہیے۔ ساتھ ہی ساتھ جیسے حکیم اہل سنت حضرت الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت پر کوئی کتاب نہ لکھنے کے باوجود شہرت و مقبولیت محض ”مجلس رضا“ کی سرپرستی اور بانی ہونے کے باعث حاصل کی، بعینہ آج ویسی ہی مقبولیت حضرت الحاج مکرم جناب محمد مقبول احمد قادری ضیائی مدظلہ کو نصیب ہے کہ جگہ جگہ محافل نعت اور یوم رضا کی صدارت فرماتے نظر آتے ہیں حالانکہ موصوف نے سوائے ایک کتاب کے قلم کو ہاتھ نہ لگایا مگر رضا اکیڈمی کی بنیاد رکھ کر ”مجلس رضا“ کو زندہ رکھنے میں ایسا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا کہ آج اپنے نام کی طرح اپنے اشاعتی کام کے باعث بھی مقبول ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امام احمد رضا پر کام کرنے والے ہر ادارے، ہر صاحب قلم اور ہر سرپرست کو اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمائے خصوصاً رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، رضا اکیڈمی لاہور، رضا اکیڈمی ممبئی۔

زیادہ کیا عرض کروں قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تمام سنی اہل قلم کو اپنی برکات سے نوازتا رہے۔

فقط:

محمد منشا تابش قصوری

مرید کے، لاہور

یکم جنوری ۲۰۰۵



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر

سید و جاہت رسول قادری

الْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ      بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ  
وَصَلَاتُهُ دَوْمًا عَلٰی      خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ

علم کا لغوی معنی ہے ”حقیقت شے کا ادراک“ (۱)۔ اسی طرح عالم کے اجمالی معنی ہوا،  
”موصوف بالعلم ہونا“ (۲)۔ لیکن اگر اس کے تفصیلی معنی کیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ:  
”علم پر عمل پیرا ہو کر اس کی تبلیغ و ابلاغ کرنے والے“  
سلام کی سب سے پہلی وحی:

إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۳)

علم کی فضیلت پر دال ہے ”إِقْرَأْ“ کا مطالبہ اس لئے ہوا کہ تحریر و کتابت کی اہمیت  
دنیا پر روشن ہو جائے اور علم کو سینوں سے نکال کر کتابوں کی امانت میں دینے کی راہ کھل جائے۔  
ذرا آیت کریمہ کی ترتیب جمیل ملاحظہ ہو ”نعمتِ تخلیق“ عام ہے جس میں تمام انسان اور تمام

مخلوق برابر کے شریک ہیں اس لیے اس نعمت کو محض رب کی طرف منسوب کیا گیا، لیکن اس کے بعد ہی کلمہ خطاب ”اقرء“ کو دہرا کر ”نعمت علم“ کو نہ ”رب“ کی طرف منسوب کیا گیا نہ ”رب کریم“ کی طرف بلکہ ”رب الاکرم“ سے اسے نسبت دی تاکہ معلوم ہو جائے کہ ”علم حقیقی“ کی نعمت وہ نعمت ہے جو از حد کرم والے پروردگار کا کرم ہے، اس لئے یہ سب سے بڑا کرم ہے، یعنی وہی فضل و اکرام والا ہے جو صاحب علم و تقویٰ ہے۔ اسی بنیاد پر معلم کائنات، اعظم ہر دوسرے ﷺ نے ”اَلْعِلْمُ نُورٌ“ فرمایا۔ یعنی جو شے اس نور کے دائرے میں آگئی وہ منکشف ہوگئی اور جس سے یہ مرتسم ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔ (۴)

سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوئے، ان سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان سے تابعین اور تبع تابعین اور ان سے ہمارے ائمہ کرام درجہ بدرجہ یہاں تک کہ عبد مصطفیٰ احمد رضا ان سے روشن ہوئے۔ قرآن حکیم ہمارے علم و دانش کی بنیاد ہے۔ اگر ایک طرف علم حقیقی و نافع کی بڑی فضیلت ہے تو دوسری طرف اس کے حامل کا بھی بڑا رتبہ اور قدر و منزلت ہے۔

تحقیق اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اس کی اصل ”حق“ ہے (ثابت ہونا) اسی سے تحقق ہے یعنی کسی خبر کا پایہ ثبوت تک پہنچنا ”حَقُّ الْقَوْلِ أَوِ الظَّنُّ“ کسی قول یا گمان کی تصدیق کے لیے بولا جاتا ہے (۵)۔ گویا تحقیق نام ہے مجتہدان بصیرت کے ساتھ حقیقت یا سچائی کی دریافت، تصدیق یا انکشاف کا، اسے احقاق حق بھی کہتے ہیں۔ اس کی اصل باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی میں ہے:

اِنَّ هُوَ اِلَّا ذَكَرُوْا قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَا يَنْبِذُ مَنْ كَان

حَيًا وَّ يَحِقُّ الْقَوْلُ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ ۝ (۶)

”وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور

کافروں پر بات ثابت ہو جائے“

اہل علم و تحقیق سچائی کے امین، متقی اور امانت دار ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (۷)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو“

پھر ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو“

مخبر صادق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تحقیق و تصدیق کوئی بات دوسروں تک پہنچانے کو

نہت ناپسند فرمایا ہے:

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنی

بالمکر کذباً ان یحدث بکل ما سمع“ (۹)

”آدی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بات کی تحقیق

کیئے بغیر دوسروں تک پہنچا دے“

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ”علم“ رب اکرم کی عظیم نعمت اور ”فوق ذی کل علم

علیم“ اعلیٰ عالم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ ہے اور تحقیق اسی علم کے ابلاغ کی ایک سنجیدہ کاوش اور

انفس و آفاق کو نور حقیقت و معرفت سے منور کرنے کی ایک صالح کوشش۔

اس تمہید سے بتانا یہ مقصود ہے کہ محقق کا صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نظر

اور صاحب تقویٰ ہونا بھی ضروری ہے۔ ماضی قریب میں برصغیر پاک و ہند میں ایسی ہی صاحب

علم و نظر، محقق اور باکرامت و باصلاحیت ہستی امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء)

قدس سرہ العزیز کی رہی ہے۔ فاضل بریلوی کو ان کے عشق صادق کے طفیل بارگاہ الہی سے

”دانش نورانی“ کی دولت سے نوازا گیا۔ تبحر علمی، استحضار علمی، زود نویسی، قوت حافظہ اور اسلوب

تحریر و تحقیق میں وہ اپنے تمام معصروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ علامہ ابن عبد البر اندلسی علیہ

الرحمہ کا یہ قول کہ:



”جید عالم وہ ہے جو اپنی بہترین مسوعات لکھتا ہے، اپنی بہترین مکتوبات

حفظ کرتا ہے اور اپنی بہترین محفوظات روایت کرتا ہے“ (۱۰)

دور جدید میں امام احمد رضا کی شخصیت پر حرف بحرف صادق آتا ہے۔

حسن بیان و زبان، سلاست و روانی، فصاحت و بلاغت، زبان کی شگفتگی و شگفتگی، الفاظ و محاورات اور روزمرہ کے استعمال پر کامل دسترس معلومات کی فراوانی، نکتہ آفرینی، ثر ف نگاہی، تجزیہ نگاری، علم و حکمت کے تمام موجود وسائل کا استعمال اور ان سے برتنے کا سلیقہ، نفس موضوع سے متعلق تمام علوم و فنون سے نہ صرف آگاہی بلکہ ان پر اور ان کی فروعات پر بھی کامل دسترس، دلائل و براہین کا نظم و ضبط، اصل مآخذ و مراجع سے براہ راست استفادہ، قولی فیصل صادق کرنے کی صلاحیت وغیرہ، یہ وہ خصوصیات ہیں جو کسی تصنیف کو مستند و مؤثر اور قابل اعتماد بناتی ہیں۔ جب ہم امام احمد رضا کی جامع العلوم شخصیت کی نگارشات کا مطالعہ اور تجزیہ کرتے ہیں تو یہ تمام خصوصیات وہاں بدرجہ اتم موجود پاتے ہیں۔ ذیل میں ہم اس صاحب طرز مصنف اور دور حاضر کے عظیم اسلامی مفکر و محقق کے اسلوب تحقیق و تحریر کی چند نمایاں خصوصیات کا جائزہ پیش کرتے ہیں جس سے قارئین کرام کو اندازہ ہو جائے گا کہ امام احمد رضا کی تحقیق و تحریر کا معیار کس قدر بلند ہے۔

### ۱۔ مقصدیت:

امام صاحب کی نگارشات مقصدی لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ اور افراط و تفریط اور لالچینی باتوں سے بالکل مبرا ہوتی ہیں۔ خواہ آپ کی اردو تصانیف ہوں، یا فارسی یا عربی کی، منشور ہوں یا منظوم۔ وہ اپنی ہر سطر اور ہر لفظ میں اپنے قاری کو کوئی نہ کوئی صالح پیغام دیتے نظر آتے ہیں۔

ان کی تحریر کا مقصد اسلامی شعائر کی حکمت و افادیت و اہمیت، اللہ عز و جل کی عظمت و بزرگی اور اس کے رسول معظم سید عالم ﷺ، صحابہ کرام، بزرگان دین (علیہم الرضوان) کے فضائل و مناقب کا اس اسلوب میں بیان کہ قاری کے دل میں ان کی عظمت و محبت کے ساتھ

ساتھ اسوۂ حسنہ پر عمل کی رغبت پیدا ہو، بدلتے ہوئے زمانہ اور حالات کے ساتھ دین اسلام پر عمل پیرا ہونے میں آسانی پیدا ہو، اور علم و حکمت اور دین متین کو فروغ حاصل ہو۔ حکیم محمد سعید بانی مدینۃ الحکمت و ہمدرد یونیورسٹی امام ممدوح کی تحریر کی اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا مقصد حیات، علم و حکمت کا فروغ تھا ان کے افکار میں رفعت تھی۔ عقائد کی صحت پر کامل اور غیر متزلزل ایمان و ایقان ان کا وہ ممتاز وصف تھا جو ان کی دعوت تبلیغ کے ہر گوشے خاص کر تبلیغی مساعی میں نمایاں اور روشن ہوتا تھا۔ علم و حکمت کی صد ہا تصانیف سے ان کی انفرادیت نمایاں ہے“ (۱۱)

امام احمد رضا کی تحریر میں اس کی مثال ملاحظہ ہو۔

وہ تعلیم کے بنیادی مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیونکہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے؟ اور اس کا دین کیا ہے؟“

پھر آگے مزید تشریح فرماتے ہوئے کئی بامقصد گفتگو فرماتے ہیں:

”تعلیم کا بنیادی مقصد خدا ربی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تاکہ ایک عالمگیر فکر ابھر کر سامنے آئے، سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔ ابتدائی سطح پر رسول اکرم ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و علماء کی محبت و عظمت دل میں

پیدا کی جائے“ (۱۲)

## ۲- احتیاط اور تدبیر:

امام احمد رضا لفظوں کے انتخاب اور جملوں کے استعمال میں نہایت محتاط ہیں۔ ان کی نگارشات احتیاط، تدبیر اور توازن کا مرقع ہیں۔ انہوں نے فتویٰ نویسی میں بھی بڑی احتیاط اور تدبیر کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کا اعتراف ان کے وقت کے جید معتمد علماء نے بھی کیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی کے پاس ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء گائے کی قربانی کے سلسلے میں متعدد سوالات پر مشتمل ایک استفتاء آیا۔ جو بظاہر مسلمان کے پردے میں ہندوؤں کا استفتاء تھا۔ امام صاحب نے اس کا مفصل و محقق جواب دیا اور لکھا:

”ہندو کی بے جا ہٹ رکھنے کیلئے ایک قلم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں“

امام احمد رضا کے اس فتویٰ پر علمائے رامپور نے جن میں علامہ شبلی نعمانی صاحب کے استاذ مولانا ارشاد حسین رامپوری (م ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) بھی شامل تھے، بھی اپنی تصدیقات ثبت کیں، مولانا ارشاد حسین صاحب نے دستخط کرتے وقت جو تبصرہ تحریر فرمایا وہ قابل غور ہے:

الناقد بصیر (پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے)

یعنی مولانا ارشاد حسین نے فرمایا کہ فاضل نوجوان مفتی احمد رضا خان نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے مستقی کی اصل منشاء و مدعا کو سامنے رکھ کر فیصلہ صادر کیا ہے (۱۳)۔

امام احمد رضا ایک بالغ و منظر مجد کی طرح عوام کی ضروریات، مزاج، رواج اور زمانہ و حالات اور دیگر عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق اور غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ احتیاط کی ایک اور مثال ملاحظہ ہوں۔

۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء میں آپ کے پاس انگلستان سے برآمدہ ”شکر“ کے استعمال کے بارے میں ایک استفتاء آیا۔ امام احمد رضا کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا سے رجوع سے قبل دیگر علماء و مفتیان کرام سے مسئلہ پوچھا جا چکا تھا اور انہوں نے اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیکر عام مسلمان کو جو اس شکر کو استعمال کر رہے تھے گنہگار ٹھہرایا۔ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

نے اس شکر کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہوئے تحریر کیا:

”فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ نے آج تک اس شکر کی صورت دیکھی، نہ کبھی منگائی، نہ آگے منگائے جانے کا قصد، مگر بایں ہمہ ہرگز ممانعت نہیں مانتا، نہ جو مسلمان استعمال کریں انہیں آثم جانتا ہے، نہ تورع و احتیاط کا نام بدنام کر کے مومنین پر طعن کرے نہ اپنے نفس مہین روزیل کیلئے ان پر ترفع و تعلیٰ روا رکھے“۔ (۱۳)

امام احمد رضا کی انہی خصوصیات کی بنیاد پر علامہ اقبال فرماتے ہیں:

”مولانا (احمد رضا خاں) ایک مرتبہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں، یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی“۔ (۱۵)

### ۳۔ مسئلہ کی جزئیات پر عبور:

امام احمد رضا جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں خواہ اس کا تعلق علوم نقلیہ سے ہو یا علوم عقلیہ سے یا ان دونوں کی کسی فرع سے، وہ اس کی جزئیات و اصول پر کامل عبور رکھنے کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت ہی تحقیق و تدقیق کے ساتھ اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں اور قاری کو اپنے افادات و افاضات سے متحیر کر دیتے ہیں، ان کے ہم عصر مخالف و موافق تمام علماء نے ان کے اس خصوصی وصف کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ حکیم عبدالحی لکھنوی (والد ماجد مولوی ابو الحسن ندوی، مہتمم ندوۃ العلماء) لکھتے ہیں:

”یندر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتہ“ (۱۶)

”فقد حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے، اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے“

امام صاحب کی نگارشات سے اس خصوصیت کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں، لیکن



ہم یہاں پر صرف چار مثالیں مختصر بیان کریں گے:

۱..... اس سوال پر کہ کس پانی سے وضو جائز ہے اور کس سے نہیں؟ آپ نے اس کے جواب اور مسئلہ کی تفہیم کے لیے ایک مسبوط مقالہ تحریر کیا جس میں آپ نے وہ پانی جس سے وضو جائز ہے اس کی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) قسمیں بیان کیں (۱۷)۔ اور وہ پانی جس سے وضو ناجائز ہے اس کی ایک سو چھالیس (۱۳۶) قسمیں بیان کیں (۱۸)۔ اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر (۱۷۵) صورتیں بیان کیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بعنوان ”سمح النماء فیما یورث العجز عن الماء“ رکھا (۱۹)۔

۲..... اسی طرح دوسری مثال تیمم کے مسئلہ کی ہے جس میں امام مہدوح نے فقہ کی جزئیات پر نہ صرف دسترس کامل کا ثبوت دیا ہے بلکہ اپنی بیش بہا تحقیقات میں جدید سائنسی اور ریاضیاتی علوم پر اپنی کمال مہارت کے نمونے پیش فرمائے ہیں۔ جنس و ارض سے وہ اشیاء جن سے تیمم جائز ہے ان کی ایک سو اکیاسی (۱۸۱) قسمیں بیان کیں (۲۰)۔ چوتھر (۷۴) تو وہ منصوبات ہیں جو دیگر کتب فقہ سے یکجا کیں اور ایک سو سات (۱۰۷) اپنی مزیدات (اضافی تحقیقات) اسی طرح وہ اشیاء جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ایک سو تین (۱۰۳) قسمیں بیان فرمائیں (۲۱)۔ اٹھاون (۵۸) منصوبات اور بہتر (۷۲) زیادات۔ امام احمد رضا نے ان مسائل کے بیان کے دوران پانی کا جو کیمیائی تجزیہ بیان کیا ہے اور زمین چٹانوں، معدنیات اور سمندر کے اندر پائے جانے والے پتھروں کا جس طرح سے تفصیل ذکر کیا ہے، جدید سائنسداں بھی اس تحقیق پر حیران ہیں۔

۳..... تیمم کے سلسلے میں ایک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص تیمم سے نماز پڑھ رہا ہو اور قبل نماز کے فوراً بعد معلوم ہوا کہ پانی مل رہا ہے پانی حاصل کرنے میں رکاوٹ نہیں ہے تو ایسے شخص کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ نماز ہوتی یا نہیں تو فقہائے کرام نے اس مسئلہ کے حل میں بڑی لمبی بحثیں کی ہیں۔ دلائل و براہین کا ہجوم نظر آتا ہے۔ لیکن یہ ساری بحثیں نظم و ضبط سے خالی تھیں۔

امام احمد رضا نے سارے مباحث کے انتشار کو اس طرح دور فرما کر منظم شکل دی کہ پہلے آپ نے ان علماء کی کتابوں سے تین قوانین وضع کیے پھر ان قوانین پر فقہی دلیل کے اعتبار

سے پائی جانے والی کمزوریوں پر مفصل کلام کیا اس کے بعد مسئلہ تقیم کے صرف ایک جزئیہ پر  
 قانون رضوی کے نام سے ایک نیا قانون ایجاد کیا اور یہ کمال بھی مخفی نہ رہے کہ اس ایک جزئیہ پر  
 آپ نے چار سو چھپیس اقسام بیان کیں اور ان اقسام کو انیس قاعدوں کے تحت ترتیب دے کر  
 ایک حتمی منظم شکل امت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیا۔ (۲۲)

..... امام احمد رضا کی فقہی بصیرت اور فکر و نظر پر اس بیان سے بھی بڑی حد تک روشنی پڑتی  
 ہے کہ اسراف فی الوضوء کے مسئلہ پر فقہاء کا بظاہر بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ حلبی نے غنیۃ  
 میں اور علامہ طحاوی نے شرح در مختار میں بغیر سبب پانی صرف کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ مدقق  
 ملائی نے مکروہ تحریمی کا قول کیا ہے۔ صاحب بحر الرائق نے مکروہ تنزیہی بتایا ہے۔ جب کہ امام  
 ابن ہمام نے فتح القدیر میں خلاف اولیٰ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ ان اقوال کو پڑھنے کے  
 بعد عام لوگوں کے ذہن میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوتی تھی کہ ایک مسئلہ پر جب مختلف اقوال ہیں تو  
 جس قول پر عمل کیا جائے؟ جب یہ اقوال جدا جدا پائے جاتے تھے اور تطبیق بین الاقوال کے  
 لیے کوئی صورت یہاں موجود نہ تھی تو امام احمد رضا نے چاروں اقوال کے الگ الگ محل ظاہر کیے  
 اور تطبیق دے کر بظاہر نظر آنے والے تضاد کو اس طرح رفع کیا کہ اگر سنت سمجھ کر پانی کو زیادہ خرچ  
 کیا جائے اور پانی کا ضیاع بھی ہو تو یہ حرام ہے۔ اگر سنت سمجھے بغیر پانی زیادہ خرچ کیا جائے اور  
 پانی کا ضیاع ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پانی کا ضیاع نہ ہو لیکن پانی ضرورت سے زیادہ خرچ  
 ہو جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر پانی کا ضیاع بھی نہ ہو عادت بھی نہ ہو مگر اتفاقاً زیادہ خرچ  
 ہو جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہے۔

..... غیر معمولی مہارت، دقت نظر اور تعمق:

امام احمد رضا محدث بریلوی کے اسلوب تحریر کی ایک اہم خصوصیت مختلف علوم قدیمہ و  
 جدیدہ میں (جن کی تعداد حدیث تحقیق کے مطابق ۲۰۰۰ بھی زیادہ ہے) (۲۳) ان کی غیر معمولی  
 مہارت ہے۔ امام احمد رضا کی تصانیف میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، مثلاً علم فقہ میں آپ  
 کی غیر معمولی مہارت اور دقت نظری کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

تنویر الابصار، متقن در مختار میں ہے کہ کسی شہر میں اسلامی حاکم نہ ہو تو وہاں کے باشندگان کسی قابل اعتماد آدمی کے قول پر روزہ رکھیں۔ علامہ طحاوی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں نہ تو وہاں قاضی ہو نہ حاکم۔ (بحوالہ فتاویٰ ہندیہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اس پر ارقام فرماتے ہیں:

”جہاں حاکم نہ ہو وہاں علماء حکمران ہیں اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی طرف رجوع کریں اور ان کا حکم مانیں، اگر علماء زیادہ ہوں تو جوان میں زیادہ علم والا ہو وہی والی ہوگا اور اگر سب علم میں برابر ہیں تو قرعہ اندازی کی جائے گی، جس کا نام آئے گا اس کو مانا جائے گا، اس مسئلہ کی صراحت الحدیقة الندیة (مصنفہ، علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ) میں موجود ہے“

اب اعلیٰ حضرت کی علم فقہ میں مہارت اور دقت نظری ملاحظہ ہو:

تنویر الابصار چونکہ متقن ہے اس لئے اس پر اختصاراً حاکم کا ذکر فرمایا جس میں ضمناً وہ لوگ بھی آگئے جو بجائے حاکم مانے جاتے ہیں مثلاً قاضی اور عالم دین اور جب یہ دونوں بھی نہ ہوں تو بستی کے قابل اعتماد دیندار شخص کی بات پر (فیصلہ) ہوگا۔ مسلمانوں پر اس کی اتباع لازم ہوگی تاکہ ان کی اجتماعیت نہ ٹوٹنے پائے کیونکہ اتحاد و اتفاق ہی زندگی کا نام ہے اور اختلاف موت ہے، علامہ طحاوی نے حاکم کے علاوہ قاضی کا بھی ذکر کیا جبکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کی پوری تفصیل کرتے ہوئے علمائے دین کو بھی حاکم قرار دیا اس ضمن میں یقیناً آیۃ کریم ”اولیٰ الامر منکم“ کی تفسیر بھی پیش نظر ہوگی، پھر ”الحدیقة الندیة“ کے حوالے سے اسے مؤید بھی کر دیا۔ مسئلہ مسئلہ کے بیان کے علاوہ آپ نے فقہ کے اس جزئیہ سے عامۃ المسلمین کو ایک کلیہ بھی دیا کہ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کسی شہر یا ملک میں حاکم، سلطان، بادشاہ یا پیدا

معزول ہو جائے اور مسلمانوں کا کوئی پُرساں حال نہ ہو تو مسلمانوں کی بچتی، قوت اور اقتدار اعلیٰ کی حفاظت کی خاطر علماء میں سے کسی قابل ترین شخص کو فوری طور پر سربراہ مقرر کر لیا جائے تو افراتفری، فساد اور انتشار سے بچا جاسکتا ہے (۲۵)

علوم فقہ اور حدیث میں اس غیر معمولی مہارت کی وجہ سے امام احمد رضا مرجع خلافت تھے۔ آپ کے دارالافتاء میں پاک و ہند کے علاوہ افغانستان، امریکہ، افریقہ، چین اور عرب ممالک سے ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جایا کرتے تھے (۲۶)۔ آپ کے زمانے میں شاید ہی کوئی دارالافتاء عالم اسلام میں ہو جہاں اس گثرت سے فتوے آتے ہوں (۲۷) اسی طرح علوم عقلیہ ہیئت ہو یا ہندسہ، علم مثلث کروئی یا سطحی، ارتھمیتک ہو یا الجبراء، زینج ہو یا تفسیر، کوئی صنف آپ کی تحقیق و تدقیق اور تحریر و تنقیح سے محروم نہیں۔ مثال کے طور پر آپ کی ایک کتاب ”کشف العلاء عن سمت القبلة“ ۱۳۳۲ھ۔ یہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سمت قبلہ دریافت کرنے کیلئے دس قواعد اور اس کے حسابات پر مشتمل ہے۔ اس کے متعلق باہر علوم ریاضی فاضل نوجوان علامہ مفتی قاضی شہید عالم استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف رقم طراز ہیں:

”اس عنوان پر اب تک جتنی کتب یا مضامین لکھے گئے ان میں سب سے زیادہ تفصیلی، آسان، تحقیقی اور تمام روئے زمین کے لئے جامع مجدد اعظم احمد رضا قدس سرہ العزیز کی یہی معرکہ آراء تصنیف ہے، امام احمد رضا نے پوری دنیا کی سمت قبلہ دریافت کرنے کیلئے قاعدے خود ایجاد کیئے ہیں۔“

مزید تحریر کرتے ہیں:

”قواعد علم مثلث کروئی (Spherical

Trignometry) کے فارمولوں پر مبنی ہیں اور تحقیق و تسہیل کے

پیش نظر شکل مغنی و شکل ظلی دونوں سے کام لیا ہے۔ مطلوب کو ثابت



کرنے کیلئے جو فارمولے خود ایجاد کیئے ہیں ان کو مثلث کروی کے  
مسلمہ اصولوں کے ذریعہ اس طرح ثابت کر دیا ہے کہ کسی کے لئے  
شک و ریب کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی“ (۲۸)

## ۵۔ قول فیصل کا صدور:

امام احمد رضا مفتی کی اہلیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والمراد بالاهلیۃ عھنا ان یکون عارفاً ممیزاً  
بین الاقوال لہ قدرۃ علی ترجیح بعضہا  
علی بعض“ (۲۹)

یعنی مفتی کیلئے یہی کافی نہیں کہ وہ مختلف اقوال کو نقل کر دے بلکہ اس کیلئے یہ بھی  
ضروری ہے کہ وہ مختلف اقوال میں تمیز کر کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکے اور قول فیصل صادر  
کر سکے۔

امام احمد رضا کے فتاویٰ میں حتیٰ کہ اوائل عمر کے فتاویٰ میں بھی یہ خوبی موجود ہے۔ مثلاً  
گزنی شرعی تحقیق پر ابتدائی عمر کا ایک فتویٰ جس میں ائمہ کرام کے تین (۳) اقوال بیان کیئے پھر  
قول اول کی تائید میں ۱۳ اکتب فقہ کے ۲۲ حوالے پیش کیئے اور اس کے بعد ”اقول“ کہہ کر ایک  
قول کو ترجیح دے کر قول فیصل صادر کیا۔ (۳۰)

لفظ ”اقول“ (میں کہتا ہوں) سے اعلیٰ حضرت کے فقیہانہ اور مجتہدانہ طہنطے (شان) کا  
اظہار ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

وانا اعرف حیث یحل للمقلد ان یقول اقول، (۳۱)

”میں خوب جانتا ہوں کہ مقلد کیلئے کب روا ہوتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں کہتا ہوں“

چنانچہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ (قدیم) میں ۱۱۴، فتاویٰ اور ۲۸ رسائل ہیں ان میں امام احمد  
رضا کی تحقیق اور قول فیصل کی تعداد لفظ ”اقول“ سے تین ہزار پانچ سو چھتیس (۳۵۳۶)

ہے (۲۱)۔

## ۶۔ للہیت:

امام احمد رضا نے جس چیز کو اپنا معیار زندگی بنایا وہ سید عالم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اسوۂ حسنہ کی شان یہ ہے کہ اس میں فرصت کے لمحات نہیں کیونکہ ایک مومن کا ہر لمحہ اقامت دین، تزکیہ نفس، تعلیم و حکمت اور رضائے محبوب میں بسر ہوتا ہے۔ اخلاص اور للہیت ان کے گفتار و کردار کی طرح ان کی تحریر کے اسلوب سے بھی نمایاں ہے۔ اعلیٰ حضرت، حصول تعلیم کا مقصد خدا رسی اور رسول شناسی کو قرار دیتے ہوئے اس امر کی مخالفت کرتے ہیں کہ علم و خدمت دین کو حصول زر کا ذریعہ بنایا جائے، وہ فرماتے ہیں:

”رزق علم میں نہیں، وہ تو رزاق مطلق کے پاس ہے، وہ خود بندوں کا کفیل ہے“ (۲۲)

ان کے نزدیک تعلیم و تعلم، درس و تدریس، فتویٰ نویسی اور تحریر و تصنیف کا اصل اعظم دین متین کا حصول، اس پر عمل اور اس کی خدمت ہے (۲۳) وہ مسند افتاء پر اپنے آبائے کرام کی سو سالہ مسند نشینی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس نو کم سو برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مجلدات تو صرف اس فقیر کے فتاویٰ کے ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ یہاں کبھی ایک پیسہ نہیں لیا گیا، نہ لیا جائے گا، بعونہ تعالیٰ ولہ الحمد، معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت، دنی ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب اختیار کر رکھا ہے جس کی باعث دور دور کے ناواقف مسلمان پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟

بھائیو!

مَا اسْتَنْلَكُم عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِي اِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ

”میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے“ (۲۴)

## ۷۔ مخاطب کی استعداد علمی اور سطح فہم کا ادراک:

محدث بریلوی کی تحریر کی ایک نمایاں خصوصیات یہ بھی ہے وہ مخاطب کی استعداد علمی اور سطح فہم (I.Q Frequency) کے مطابق گفتگو کرتے ہیں۔ عامۃ المسلمین سے سادہ زبان میں مختصر علماء سے عالمانہ اور محققانہ انداز میں۔ جس زبان اور صنفِ سخن میں مستفتی نے سوال کیا اسی زبان اور صنفِ سخن میں اس کو جواب دیا گیا۔ عربی، اردو، فارسی تینوں زبانوں میں آپ کے فتاویٰ موجود ہیں ایک فتویٰ انگریزی میں بھی ہے۔ حتیٰ کہ منظوم استفتاء کے جواب منظوم دیئے گئے (۲۶)۔ فتاویٰ رضویہ (جدید) ج-۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں ہندوستان کے اس دور کے ۵۴ علماء، مشائخ اور اسکالرز کے اسمائے گرامی کی فہرست ہے جو اعلیٰ حضرت کے مستفتیوں میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے مستفتیوں میں یونیورسٹی، کالج اور اسکول کے بے شمار اساتذہ بھی شامل ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے جنرل سکرٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے اس دور کے علماء اور اساتذہ کرام پر تحقیقی کام کیا ہے جن کی اعلیٰ حضرت سے کسی نہ کسی اعتبار سے روابط مرسلت تھی۔

## ۸۔ حوالوں کی کثرت:

امام احمد رضا کی تحریر کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ اس میں حوالہ جات کی کثرت ہوتی ہے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات ہوئے ہیں جن میں ڈیڑھ ڈیڑھ سو، دودو سو ماخذ سے بیک وقت رجوع کیا گیا ہے۔ ان کی قوت حافظہ حیرت انگیز اور مخیر العقول تھی جس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرتے متون مدتوں محفوظ ہو جاتے۔ (۲۷)

علالت اور وطن سے دوری کے باوجود استفتاء آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کتب کے بغیر ان کا جواب لکھتے تھے، چنانچہ اسی قسم کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

”فقیر ۲۹ شعبان ۱۳۰۳ھ جب عیدِ محرمِ رمضان شریف کرنے اور شدت گرما،

گزار نے پہاڑوں پر آیا ہے وطن سے مجھ کو اپنی کتب سے دور لہذا زیادہ

شرح و بسط سے معذور مگر حکم مسئلہ بفضل اللہ تعالیٰ میسر“ (۳۸)

لیکن علالت اور کتب دینی کی عدم موجودگی کے باوجود جو جواب عنایت فرمایا اس میں  
تب فقہ کے ۳۱ حوالے موجود تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے کتابیں مستحضر  
تھیں۔ (۳۹)

کثرت حوالہ اور آپ کے استحضار علمی کی مثالوں میں سے ایک اور مثال ”علم رسول“  
ﷺ پر آپ کی شاہکار عربی تصنیف ”الدولة المکیة بالمادة الغیبیہ“ ہے۔ یہ کتاب بھی  
آپ نے بحالت بخار، کتب دینی سے دوری، سفر حج میں مکہ شریف میں وہاں موجود ہندوستان  
کے بعض دیوبندی وہابی علماء کے الزامات کے رد میں لکھی۔ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت  
میں لکھی ہوئی یہ کتاب ۱۳۵ صفحات پر مشتمل ہے (موجود نسخہ مطبوعہ مؤسسہ رضا ۱۳۲۲ھ/  
۲۰۰۱ء، لاہور)۔ جس میں ۱۷ آیات قرآنی، ۳۷ احادیث مبارکہ کے علاوہ ۱۴۰ اکتب تفسیر و  
حدیث، سیر، مغازی اور فتاویٰ سے سینکڑوں اقوال نقل فرمائے اور خود جو ان کی نفیس تشریح و تفسیر  
فصیح و بلیغ عربی میں فرمائی اس کی شان علیحدہ ہے۔ یہ کتاب حقائق و دقائق معارف قرآن و  
حدیث کا ایسا بحر ذخار ہے کہ اس وقت کے بے شمار علمائے حرمین شریفین اور علمائے عرب نے اس  
سے استفادہ کیا اور اس پر ۶۰ سے زیادہ جدید علماء نے تقاریط لکھیں۔ اس کتاب کی وجہ سے آپ کا  
علم و فضل کا شہرہ عالم اسلام میں پھیل گیا۔ (۴۰)

## ۹۔ علوم کثیرہ پر دسترس:

امام احمد رضا ایک جامع العلوم، یگانہ روزگار اور عبقری شخصیت تھے۔ آپ نے نہ  
صرف علوم دینیہ ہی میں بے محابانہ محققانہ اور مجتہدانہ کام کیا بلکہ علوم عقلیہ میں بھی اپنے ہم عصر  
علماء بلکہ بعض ماہرین فن سے کہیں زیادہ تصانیف و تالیفات تحریر کر ڈالیں۔ آپ کی چھوٹی بڑی



تصانیف کی تعداد محققین نے ایک ہزار سے زیادہ بتائی ہیں، جو خود امام صاحب کی خودنوشت تحریر کے مطابق ۱۵۵ سے زیادہ علوم پر محیط ہیں اور ہر علم و فن میں انہوں نے کوئی نہ کوئی تصنیف یا دیگر چھوڑی ہے۔ لیکن جدید تحقیق کے مطابق امام ممدوح کے علوم کی تعداد ۲۰۰ سے بھی زیادہ ہے۔ (۳۱)

بقول پروفیسر جمیل قلندر صاحب، (استاذ بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد):  
 ”تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان میں علامہ امام احمد رضا بریلوی دینی پلیٹ فارم پر غالباً واحد شخصیت نمودار ہوئے جنہوں نے نرے تخصص (Specialisation) کی روش سے ہٹ کر علوم و فنون کے بارے میں وہی انسائیکلو پیڈیائی (موسوعاتی) انٹر ڈسپلینری اور ہولسٹک (Holistic) رویہ اپنایا جو مشرق کے قدیم سائنسدانوں، فلسفیوں، علماء، فقہاء اور مؤرخین کا وطیرہ اور معمول رہا ہے۔“ (۳۲)

کثرت علوم اور اس پر دسترس کے حوالے سے صرف ایک مثال ملاحظہ ہو، امام احمد رضا کی ۲۵ صفحات پر مشتمل ایک کتاب ”الصمصام علی مشکک فی آیۃ الارحام“ جس کا موضوع ہے حاملہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے ذکور یا اناث۔ یہ ایک انگریز پادری کے رد میں لکھی گئی جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ قرآن مجید کا یہ اعلان کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، غلط ہے اس لئے کہ انگریز نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے، جس سے پتہ چل سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، بچہ ہے یا بچی۔ امام احمد رضا نے اس کے دعویٰ کا جو کافی وشافی رد کیا ہے اس کی مثال نہیں، توحید کے تصور سے لبریز فاضل بریلوی کی اس تحریر کی ایک ایک سطر سے خالق کائنات کی وحدانیت کا نور پھوٹ رہا ہے اور ہر جگہ اسی کی ترجمانی کرتا نظر آ رہا ہے (۳۳)۔ قطع نظر اس کے اس مختصر سے رسالے میں امام احمد رضا نے بحیثیت ایک ماہر طبیب اور استاد میڈیکل سائنس انسانی جسم کے اندرونی اعضاء کے فتاشن کی جو

تصور کشی کی ہے وہ نہایت جامع اور حیرت انگیز ہے بلکہ مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل جزئیات کے بیان کے دوران، علوم الہیات، قرآن، تفسیر، حدیث، علم طب، نسخہ نویسی، طریقہ تشخیص امراض، علم ادویات، جدید میڈیکل سائنس، علم ایجاد آلات و ٹیکنیکل سائنس، طبوعات، جیومیٹری وغیرہ سمیت تقریباً ساٹھ (۶۰) مختلف علوم کے قضا یا بیان فرمائے ہیں جو اہل علم و فن کے لیے دعوت غور و فکر ہیں۔ ایک حیرت انگیز اور ششدر کرنے والی بات یہ ہے کہ کسی آلے کے ذریعہ غیر شفاف اجسام کے اندر کے زاویے معلوم کرنے کا رواج (مثلاً Vaginal Speculttem) سے نہایت ابتدائی مرحلے میں تھا اور ایکسرے الٹراساؤنڈ وغیرہ ابھی ایجاد نہیں ہوئے تھے، امام احمد رضا نے اپنی طبعی ذہانت اور فطانت سے ایسے سائنسی آلہ کی تھیوری پیش فرمائی ہے جس کی کارکردگی، ایکسرے اور الٹراساؤنڈ مشین سے ملتی جلتی ہے۔ گویا امام احمد رضا آج سے تقریباً سو سال قبل ہندوستان میں اس تھیوری کے پیش کرنے والے پہلے مسلمان سائنسدان قرار پاتے ہیں“ (۳۳)

## ۱۰۔ علمی نظم و ضبط:

اب آئیے بحث کے اختتام پر امام احمد رضا کا رنگ اجتہاد اور علمی نظم و ضبط ملاحظہ فرمائیے جس کا تعلق اصول و قواعد سے ہے۔ ان نادر تحقیقات کو دیکھنے اور ان گہرائی و گیرائی کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہنا پڑتا ہے۔

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیز سے دیگری

احکام شرعیہ کی تقسیم میں علمائے اصولیین اور فقہائے معتمدین کے چار اقوال ملتے ہیں:

قول اول:- احکام شرعیہ کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) واجب (۲) مندوب (۳) مکروہ (۴) حرام (۵) مباح

قول ثانی:- احکام شرعیہ کی سات قسمیں ہیں:

(۱) فرض (۲) واجب (۳) مندوب (۴) مباح (۵) حرام (۶) مکروہ تحریمی (۷) مکروہ تنزیہی

ان دونوں اقوال کا ذکر کتب اصول میں بکثرت ملتا ہے۔ صاحب مسلم الثبوت نے بھی ان دونوں کو ذکر کیا ہے۔

قول ثالث :- بعض حضرات نے قدرے تبدیلی کے ساتھ ساتوں قسموں کو یوں بیان فرمایا:

- |          |          |           |
|----------|----------|-----------|
| (۱) فرض  | (۲) واجب | (۳) سنت   |
| (۴) نفل  | (۵) حرام | (۶) مکروہ |
| (۷) مباح |          |           |

صدر الشریعہ نے تین تنقیح میں اسی کو دکھا اور ”مرقاۃ الوصول“ میں مولیٰ خسرو نے اور ”فصول البدائع“ میں شمس الدین محمد ابن حمزہ نقاری نے ان کی پیروی کی۔

قول رابع :- احکام شرعیہ کی نو قسمیں ہیں:

- |                            |                  |                          |
|----------------------------|------------------|--------------------------|
| (۱) فرض                    | (۲) واجب         | (۳) سنت ہدئی (سنت مؤکدہ) |
| (۴) سنت زائدہ، (غیر مؤکدہ) | (۵) نفل          | (۶) حرام                 |
| (۷) مکروہ تحریمی           | (۸) مکروہ تنزیہی | (۹) مباح                 |

صاحب فصول البدائع علامہ شمس الدین محمد ابن حمزہ نقاری نے اپنے کلام کے آخر میں اسے صراحتہ ذکر کیا اور صدر الشریعہ نے توضیح میں اس کا اشارہ دیا۔ (۳۵)

مذکورہ بالا چاروں تقسیم میں سے ہر ایک میں اصولی نظم و ضبط کے اعتبار سے کچھ نہ کچھ کی یا خلل موجود ہے۔ چنانچہ اس کی نشاندہی کرتے ہوئے امام احمد رضا رقم طراز ہیں:

”اقول، تقسیم اول میں کمال اجمال اور مذہب شافعی سے الٹی ہونے کے علاوہ صحت مقابلہ اس پر مبنی کہ ہر مندوب کا ترک مکروہ ہو، وقد علمت انه خلاف التحقيق، نیز سنت و مندوب میں فرق نہ کرنا مذہب حنفی و شافعی کسی کے مطابق نہیں۔ یہی دونوں کی تقسیم دوم میں بھی ہیں۔ سوم و چہارم میں عدم مقابلہ بدیہی کہ سوم میں جانب فعل چار چیزیں ہیں اور جانب ترک دو، چہارم میں جانب فعل پانچ ہیں اور جانب ترک تین، پھر جانب ترک بسط اقسام کر کے تصحیح مقابلہ کیجئے تو اسی مقابلہ نفل و کراہت سے چارہ نہیں۔ مگر توفیق اللہ تعالیٰ تحقیق فقیر

سب خملوں سے پاک ہے، اس نے ظاہر کیا کہ بلکہ احکام گیارہ ہیں۔ پانچ جانب فعل میں متنازلاً، فرض، واجب، سنت مؤکدہ، غیر مؤکدہ، مستحب، اور پانچ جانب ترک میں متصاعداً، خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی، اساءت، مکروہ تحریمی، حرام۔ جن میں میزان مقابلہ اپنے کمال اعتدال پر ہے کہ ہر ایک اپنے نظیر کا مقابل ہے اور سب کے بیچ میں گیارہواں مباح خالص۔“ (۳۶)

اس نادروناہیاب تحقیق کا تذکرہ اور اس پر مسرت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

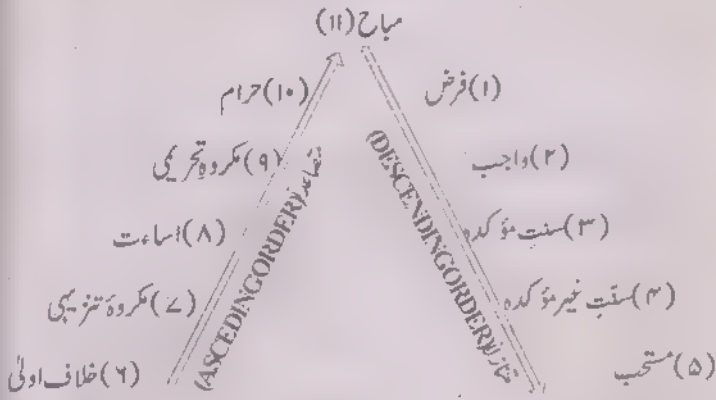
”اس تقریر منیر کو حفظ کر لیجئے کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی اور ہزار ہا مسائل میں کام دے گی اور صد ہا عقدوں کو حل کرے گی، کلمات اس کے موافق، مخالف سب طرح کے ملیں گے، مگر بحمد اللہ تعالیٰ حق اس سے متجاوز نہیں۔ فقیر طبع رکھتا ہے کہ اگر حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی، ضرور ارشاد فرماتے کہ عطر مذہب و طراز مذہب ہے والحمد للہ رب العالمین“ (۳۷)

قیح و تقریر سے معلوم ہوا کہ امام احمد رضا نے احکام شرعیہ کی کل گیارہ قسمیں نکالیں ہیں، جن ۵ جانب فعل اور ۵ جانب ترک جبکہ ”مباح“ دونوں میں مشترک ہے۔

فرض	(۲)	واجب
سنت مؤکدہ	(۳)	سنت غیر مؤکدہ
مستحب	(۶)	خلاف اولیٰ
مکروہ تنزیہی	(۸)	اساءت
مکروہ تحریمی	(۱۰)	حرام
مباح		

امام احمد رضا نے اس علمی و نظم و ضبط کی ترتیب سمجھانے کیلئے جس جدید گرافک ٹیکنک استعمال کیا ہے اس کو مندرجہ ذیل نقشے سے سمجھا جاسکتا ہے:

امام احمد رضا کی نظم کردہ احکام شریعہ کی اقسام کی نادر و نایاب تحقیق کا گرافک میزان  
پانچ جانب فعل - ایک مشترک - پانچ جانب ترک



(نوٹ: ملاحظہ ہو! میزان مقابلہ اپنے کمال اعتدال پر ہے کہ ہر ایک اپنے نظر کا مقابل ہے اور  
سب کے بیچ میں گیارہواں مباح خالص ہے)

امام احمد رضا کے اسلوب تحقیق و تحریر کی یہ چند خصوصیات ہیں جو بیان کی گئیں۔ اگر  
وقت کی قلت و مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو مزید خصوصیات پر بھی اظہار خیال کیا جاسکتا تھا  
مثلاً ان کا:

- (۱) جودتِ قلم
- (۲) تدقیق و تحقیق
- (۳) زبان و بیان کی ادبی و فنی خوبیاں
- (۴) سائنیفک طرز استدلال
- (۵) فکری ماڈرن ازم
- (۶) سرعتِ فکر
- (۷) فقہیت میں رسوخ اور مزید دیگر خصوصیات

بھی دعوتِ تحریر دیتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اگر زندگی رہی تو کسی اور نشست میں ان  
پر گفتگو ہوگی۔ ویسے یہ موضوع تو اس قابل ہے کہ مطالعہ رضویات سے وابستہ کوئی محقق اس پر کئی سو  
صفحات کا بسیط تحقیقی مقالہ پر قلم کرے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو وصال کیلئے ۸۲ برس سے زیادہ ہوئے۔ ابھی تک آپ کی تہائی سے زیادہ تصانیف یا تو مخطوطہ کی صورت میں ہیں یا نادر یافت ہیں۔ اہل علم و تحقیق کو ہے کہ اس عظیم علمی ورثہ کی قدر کریں اور امام ممدوح کی تالیفات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے میدان علم میں تحقیق کیلئے انہیں موضوع بنائیں اور اس نابغہ روزگار شخصیت کے افکار و خیالات اور اس کی علمی، فنی اور ادبی نگارشات کو، کالج، اسکول اور جامعہ کی سطح پر نصاب میں تعارف کروا کر مستقبل کے نوجوانوں کی تعلیم، ان کی فکری اور روحانی تربیت اور ان کی کردار سازی کے لیے ساز و سامان بہم پہنچائیں۔

امام احمد رضا ہمارے محسن ہیں بلکہ دور جدید کے دور پر فتن میں ہمارے رہنما اور رہبر بھی ہیں۔ محسنوں کو بھول جانا ہماری عادت ہے، لیکن زندہ قوموں کا یہ دستور نہیں، وہ اپنے محسنوں کا یاد رکھتی ہیں، ہمیں بھی یہی شیوہ اختیار کرنا چاہیے۔ اپنے محسنوں کی یاد میں صرف بلیس منعقد کر لینا کافی نہیں بلکہ ان کے ورثہ علمی کی تشہیر و ابلاغ اور اس کی نشر و اشاعت کرنا بھی ضروری ہے تاکہ ملت کی حرکی قوت ترقی پذیر رہے اور آنے والی مسلمان نسلیں، علم و فن اور فکر و عمل کے اعتبار سے دنیا پر غالب رہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی پاکستان اس محسن ملت کے حوالے سے گزشتہ ۲۳ برسوں سے ثابت قدمی کے ساتھ یہی خدمات انجام دے رہا ہے۔ بحمد اللہ آج ادارے کی تحریک اور جدوجہد کا ثمرہ ہے کہ دنیا میں ۲۰ سے زیادہ ادارے امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں اور ۳۳ سے زیادہ عالمی جامعات پر تحقیقی کام ہوا ہے اور مزید ہو رہا ہے۔ پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم ایڈ اور ایم اے کے تحقیقی مقالات جس تو اتر اور دل جمعی سے لکھے جا رہے ہیں اس کی مثال برصغیر پاک و ہند اور شائد عالم اسلام کی کسی دوسری شخصیت میں نظر نہیں آتی مگر پھر بھی بقول شاعر:

مصطفیٰ ﷺ کے نور کا اتمام باقی ہے بنور



مسک احمد رضا کا کام باقی ہے ہنوز

یو جہل ہو ، یو لہب ہو کہ ہو ابن ابی  
صاحب لولاک کا اسلام باقی ہے ہنوز  
(خوشتر)

لہذا آئیے ہم سب ملکر اس مبارک مشن پر کام کریں کیوں کہ اس کام ہی نے ہمیں  
زندہ رکھا ہے، یہ کام ہی ہمیں تاقیامت زندہ رکھے گا۔ (إن شاء اللہ العزیز)

کام کا دم جو بھر نہیں سکتا      مرد ہی کیا جو کر نہیں سکتا  
زندہ رہ کر بھی کوئی مردہ ہے      کوئی مر کر بھی مر نہیں سکتا  
(خوشتر)

وآخر دعوانا ان الحمد لله وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا مولانا  
محمد وآله وصحبه وبارك وسلم

### حوالہ جات:

- (۱) المنجد (عربی، اردو) مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، جولائی ۱۹۷۵ء، ص ۶۷۷
- (۲) ایضاً ص ۶۷۸
- (۳) علق: ۹۶: ۱ تا ۳
- (۴) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۱، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاہور
- (۵) المنجد (عربی - اردو) دارالاشاعت، کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۲۳۴
- (۶) تسنیم ۶۹: ۳۶ تا ۷۰
- (۷) الاحزاب ۷۰: ۳۳
- (۸) التوبہ: ۱۱۹: ۹
- (۹) مسلم شریف، ج ۱، مطبوعہ مصر، ص ۷۳
- (۱۰) ابن عبد البر اندلسی، علامہ، العلم والعلماء (اردو ترجمہ "جامع البیان العلم وفضلہ" عربی) مترجم  
عبدالرزاق آبادی، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء، ص ۸۶

- (۱۱) محمد سعید، حکیم، مکتوب بنام صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء
- (۱۲) محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات، معارف رضا سالنامہ، صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر ۲۰۰۱ء، ص ۳۱
- (۱۳) محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۲۔
- (۱۴) احمد رضا خاں، امام، الاطالی من الشکر لطلبہ سکرور، مشمولہ فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۲، ۱۳۴۲ھ تا ۱۳۵۲ھ
- (۱۵) مقالات یوم رضا، حصہ ۳، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۰۔
- (۱۶) عبدالحی کھوسوی، حکیم، نزہت الخواطر، ج ۸، مطبوعہ حیدرآباد (ہند) ص ۴۱
- (۱۷) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۱، ص ۳۵۶
- (۱۸) ایضاً، ص ۳۵۰، ۳۷۲، ۵۳۳
- (۱۹) ایضاً، ص ۶۱۱-۶۵۹
- (۲۰) ایضاً، ص ۴۰۷-۵۵۳
- (۲۱) ایضاً، ص ۶۶۸-۷۱۹
- (۲۲) فتاویٰ رضویہ، ج ۱ (قدیم) ص ۷۸۷
- (۲۳) ایضاً، ص ۱۶۶
- (۲۴) اسحاق رضوی، محمد، مولانا، امام احمد رضا ایک جامعہ العلوم شخصیت، مشمولہ معارف رضا سالنامہ ۱۳۴۳ھ/۲۰۰۳ء، ص ۷۲۔
- (۲۵) محمد عبدالحسین نعمانی، مفتی، امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، مشمولہ معارف رضا سالنامہ، ۱۳۱۸ھ/۱۹۹۷ء، کراچی، ص ۲۱-۲۲، فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۸۷
- (۲۶) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۳، ص ۲۳، فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۶۶
- (۲۷) محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۳۰۲ھ/۱۹۸۱ء، ص ۱۲۲
- (۲۸) قاضی شہید عالم، مولانا، مفتی، امام احمد رضا اور علم ریاضی، مشمولہ معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۳ء، ص ۵۷-۵۸
- (۲۹) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۱، ص ۳۸۱
- (۳۰) ایضاً، ص ۳
- (۳۱) ایضاً

- (۳۲) محمد سعید احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۳۲
- (۳۳) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۱۰، مطبوعہ پٹنسلپور، انڈیا، ص ۲۲
- (۳۴) احمد رضا خاں، امام، مکتوب بنام عمل خاں، نکلے نحر روضۃ الاولیاء، ۱۳۳۹ھ، مشمولہ حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵۹
- (۳۵) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، (قدیم) ج ۳، ص ۲۳۰
- (۳۶) ملا حظہ ہوں فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۳، ص ۶۵۳-۶۵۵
- (۳۷) ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۳۸
- (۳۸) احمد رضا خاں بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۳، ص ۳۸۵
- (۳۹) محمد سعید احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۲۵
- (۴۰) ملا حظہ خریفات الدولۃ السکیہ بالمادۃ الغیبیہ مع تعلیقاتہا للمصنف الفیوضات المکیہ لمحہ الدولۃ المکیہ مطبوعہ منستہ رضا (رضا فاؤنڈیشن) لاہور، رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/نومبر ۲۰۰۱ء
- (۴۱) محمد اسحاق رضوی، علامہ، امام احمد رضا جامع العلوم شخصیت، مشمولہ معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۳ء، ص ۷۲
- (۴۲) جمیل قاندر، پروفیسر، امام احمد رضا خاں - ایک موسوعاتی سائنسدان، مشمولہ معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۳ء، کراچی، ص ۸۵
- (۴۳) رضوان احمد خاں، علامہ، فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بحیثیت ایک موجد، مشمولہ معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۳ء، ص ۵۵
- (۴۴) احمد رضا خاں، امام، الصمصام علی مشکک فی آیۃ غلوم لازحام، (اردو عنوان: شکر مارش کیا ہے) مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی، انڈیا، ۱۴۲۱ھ/۱۹۹۹ء، ص ۱۰
- (۴۵) آل مصطفیٰ مصباحی، فقہی عبارت پر امام احمد رضا کا کلام اور ان کی تحقیق و تنقیح، مشمولہ ”پیغام رضا“ کا امام احمد رضا نمبر، ۱۹۹۷ء، ناشر رضا دارالطالعہ، پوٹھوہار، سیٹامڑھی، بہار، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲۔
- (۴۶) احمد رضا، امام فتاویٰ رضویہ، ج ۱ (قدیم) ص ۱۷۵، بحوالہ پیغام رضا کا امام احمد رضا نمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۶۳
- (۴۷) ایضاً





ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ  
بیجا سے ہے اَلْمُتَّئِلُ لِلّٰہِ محفوظ  
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی  
یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ

اہل حضرت مجدد دین و ملت عاشق رسول  
شاہ احمد رضا محدث بریلوی

